قربِ قیامت کی بعض علامات

احادیثِ نبویّہ کی روشنی میں

از قلم: مولانا سیّد حامد میاں رحمہُ اللہ

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ ۔ پ۲۵ سورۂ زخرف۔ آیت ۶۱ ترجمہ: "اور وہ نشان ہے قیامت کا"۔

اس کی مختصراً تفسیر کرتے ہوئے علامہ شبّیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا اوّل مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لیے ایک نشان تھا کہ بدون باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب وغریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا۔ ان کے نزول سے لوگ معلوم کرلیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آ لگی ہے"۔

احادیث مقدسہ میں علاماتِ قیامت بہت بتلائی گئی ہیں۔ لیکن ان میں ترتیب کیا ہوگی اور ایک علامت سے دوسری علامت تک کتنا فصل ہوگا، اس کی صراحت بہت کم علامات میں فرمائی گئی ہے۔ حدیث کی سب کتابوں میں 'کتاب الفتن' موجود ہے اور اسمیں 'باب العلامات بین یدی الساعۃ' یعنی قیامت سے پہلے وجود میں آنے والی علامتوں کے باب موجود ہیں۔

علماءِ کرام کو حق تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے یہ بھی کوشش کی کہ یہ علامات ایک جا کردی جائیں اور ان میں کیا ترتیب ہوگی وہ بھی ذکر کردی جائے۔

اس سلسلہ میں سب سے مفید رسالہ وہ ہے جو حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ اس میں بہت سی احادیث سے استفادہ کرکے ایک مضمون کی شکل دے دی ہے۔ اسی سے اقتباس کرکے یہ مضمون لکھ رہا ہوں۔

قربِ قیامت کی علامات میں فسق و فجور بڑی علامت ہے ۔ اس کی تھوڑی سی تشریح عرض کرتا ہوں ۔

کفر اور فسق دو لفظ ہیں ۔ بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کفر کا تعلق عقیدہ سے ہے اور فسق کا تعلق فقط اعمال سے ہے ۔ کوئی آدمی خلافِ شرع کام کرتا ہو تو اسے فاسق کہا جاتا ہے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فسق کا تعلق عقیدہ اور عمل دونوں سے ہوتا ہے ۔ عقیدہ کا فسق یہ ہے کہ انسان صحابۂ کرام کے بتلائے ہوئے عقائد سے ہٹ جائے ۔ جب وہ ان عقائد سے ہٹے گا تو فسق فی العقیدہ میں یعنی بدعتِ اعتقادی میں مبتلا ہو جائے گا اور کبھی کبھی یہ فسق فی العقیدہ کفر تک بھی پہنچا دیتا ہے ۔

صحابۂ کرامؓ کے بتلائے ہوئے عقائد وہی ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائے ہیں اور ان پہ ساری امّت قائم چلی آرہی ہے ۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ معیارِ حق ہیں ۔ خروج ، شیعیت ، جہمیت ، اعتزال اور فرقہ ہائے جُبریّہ ، قدریّہ ، مُرجیۂ ، کرامیّہ سب اسی اصول سے ہٹنے سے پیدا ہوئے ۔ ان فرقوں میں بہت سے فرقے حدِ فسق تک گمراہی میں مبتلا ہوئے اور بہت سے حدِ کفر تک آگے چلے گئے ۔ جو طبقے صحابہ سے حدِ فسق تک ہٹے وہ بدعتی بھی کہلاتے ہیں ۔

غرض جس طرح اعمال میں فسق ہوتا ہے اسی طرح عقائد میں بھی ہوتا ہے ۔ ان دونوں کا فروغ علاماتِ قیامت میں ہے ۔

علاماتِ قیامت میں جو بداعمالیاں صراحتًہ احادیث میں شمار کرائی گئی ہیں یہ ہیں :

ظلم کا اس قدر بڑھ جانا جس سے پناہ لینی مشکل ہو ۔ خیانت کا عام ہونا ۔ جوا ، شراب ، ناچ اور گانے کی کثرت ، مردوں کا ناجائز حد تک عورتوں کے مطیع ہونا ۔ اولاد کی نافرمانی ۔ نااہلوں کے ذمّہ وہ کام لگانے جن کے وہ اہل نہ ہوں ۔ اپنے اسلاف پہ طعن ۔ مساجد کی بےحرمتی ۔ جھوٹ کو ایک فن کا درجہ دینا ۔ گالی گلوچ کی کثرت ۔ دلوں میں شرم و حیا ، امانت و دیانت کی کمی ، وغیرہ ۔

ظلم کا اس قدر بڑھ جانا جس سے پناہ لینی مشکل ہو ، اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں ۔ ایک تو یہ کہ حکام ، انتظامیہ ، عدلیہ سب ہی ظالم ہو جائیں ۔ دوسرے یہ کہ آپس میں خانہ جنگی

ہو، جرم کسی کا ہو مارا کوئی اور جائے، یا اور اس قسم کی صورتیں۔

یہ سب باتیں ہر سلیم الفطرت شخص کے نزدیک معیوب ہیں اور اسلام میں گناہ، حرام یا قابلِ تعزیر و حد ہیں۔ جس قوم میں یہ پائی جائیں وہ روبہ زوال ہو جاتی ہے اور بڑھ جائیں تو تباہ ہو جاتی ہے۔

پہلے زمانوں (قرونِ وسطیٰ) میں بھی یہ باتیں پائی گئی ہیں لیکن افراد میں تھیں یعنی بہت کم۔ جب ان میں مبتلا لوگوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تو پوری مسلم قوم پر زوال آ گیا۔ حکومتیں چھنتی چلی گئیں حتیٰ کہ پوری دنیا میں کوئی بھی مسلم سلطنت اپنی آزادی پر قائم نہ رہ سکی۔

مذکورہ بالا خرابیوں کے پائے جانے پر عیسائیوں کے غلبہ کی خبر حدیث میں آئی ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"جب یہ تمام علامات و آثار نمایاں ہو جائیں تو عیسائی بہت ملکوں پر غلبہ کر کے قبضہ کر لیں گے۔"

اور ایسا واقعتہً ہو چکا ہے۔ دنیا بھر کی سب مسلم سلطنتیں تباہ ہو گئیں اور عیسائی چھا گئے۔ اس پر یہ سوال ہو سکتا ہے:

——— کہ یہ خرابیاں تو ہماری قوم میں باقی تھیں پھر عیسائیوں کا غلبہ کیسے ہٹا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عیسائیوں کے مظالم زیادہ ہو گئے۔ انہوں نے پوری دنیا کو کھلونا بنا لیا اور غلامی کی زندگی گذارنے پر مجبور کر دیا۔ اور ظلم ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت ہدایت فرمائی تھی۔

وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ	اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کیونکہ
لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ	مظلوم کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی
(بخاری شریف ج ا کتاب الزکوٰۃ)	حجاب نہیں ہوتا (یعنی نہایت سریع تاثیر ہوتی ہے)۔

عیسائیوں کے پوری دنیا پر چھا جانے کے بعد سمٹ جانے کی وجہ غالباً یہی ہے کہ ان کے مظالم بڑھ گئے تھے۔ انہوں نے اقوامِ عالم کو محکوم ہی نہیں بلکہ انہیں غلام بھی بنا لیا تھا۔ الجزائر، ویٹ نام، کوریا وغیرہ سب ان کے کھلونے بنے رہے ہیں ... اور اسرائیل

کانا سور ان ہی کا پیدا کردہ ہے ۔

اگرچہ جس دور سے ہم گذر رہے ہیں وہ بھی دَورِ فتن ہی ہے ۔ طرح طرح کے فرقے نمودار ہو رہے ہیں ۔ اتباعِ سلف کے بجائے اپنی خواہش پر چلنے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ جو شخص تھوڑا بہت علم حاصل کر لیتا ہے وہ تنقید و جرح کی وادیٔ پُرخار کی راہ لیتا ہے ۔ صحابۂ کرام اور اسلاف کو چھوڑ کر اپنی شخصیت سازی میں لگ جاتا ہے ۔ یہی وہ بیماری ہے جو سب فتنوں، بدعات اور اختلافات کی جڑ ہے۔ کثرتِ نشر و اشاعت نے اسے مرضِ متعدی بنا دیا ہے ۔ ایک غلطی اور بدعت کی اصلاح نہیں ہونے پاتی کہ کوئی اور نئی بدعت کسی اور رنگ میں ظاہر ہو جاتی ہے یا کوئی نیا فرقہ باطلہ ابھرنے لگتا ہے ۔ آخر اس دور کا منتہیٰ کہاں ہو گا ۔

دَورِ فتن سے احادیث میں ایسا زمانہ بھی مراد ہوتا ہے جس میں ایسی گڑبڑ ہو کہ عقلمند سے عقلمند شخص بھی حیران رہ جائے ۔ ایک پہلو کی اصلاح ہونے سے پہلے دوسرے پہلو کی خرابی پیدا ہو جائے ۔ یا ایک پہلو کی اصلاح میں دوسرے پہلو کی خرابی پیدا ہونے کا احتمال نظر آئے ۔ اس دور میں بھی یہی حالت جاری ہے کوئی واضح راستہ کسی کے سامنے نہیں ہے۔ اور کوئی راہ بے خار نہیں رہی ۔

لیکن احادیثِ مقدسہ کی روشنی میں یوں لگتا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمان سنبھلتے ہی چلے جائیں گے کیونکہ انہیں عروج کی طرف جانا ہے ۔ تقدیراتِ الٰہیہ ظہور میں آتی ہیں ۔ مسلمان اگر خود نہ سنبھلے تو حالات سنبھلنے پر مجبور کر دیں گے ۔ یہ ایک بہترین فاتح قوم بننے والی ہے ۔ اگرچہ یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ پوری طرح خود کفیل نہ ہو پائیں گے ــــ درمیان ہی میں دنیا کے حالات ایسے ہو جائیں گے کہ دنیا بھر کے مسلمان اور عیسائی آپس میں معاہدہ کریں اور کسی تیسری طاقت سے جنگ کریں اور فتح یاب ہوں ۔ اب آنے والا طویل دورِ عروج کے ساتھ طویل عالمی جنگ کا بھی ہو گا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم !

حدیث شریف میں آتا ہے ۔

عن معاذ بن جبل قال قال   حضرت معاذ بن جبل رض روایت کرتے ہیں کہ

رسول الله صلی اللّٰہ علیہ وسلم عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمۃ وخروج الملحمۃ فتح القسطنطنیۃ و فتح قسطنطنیۃ خروج الدجال ثم ضرب بیدہ علی فخذ الذی حدثہ او منکبہ ثم قال ان ھذالحق کما انک ھھنا او کما انک قاعد یعنی معاذ بن جبل

ابوداود شریف
باب فی امارات الملاحم

حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینہ منورہ) کی بربادی ہوگی اور مدینہ شریف کی ویرانی جنگ کا پیش خیمہ ہوگی اور جنگ کا شروع ہونا قسطنطنیہ کی فتح ہوگا۔ اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا دجّال کا خروج ہوگا پھر جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے کندھے (مونڈھے) پر یا ران پر مارا پھر فرمایا کہ بلاشبہ یہ سب حق ہے۔ (یقیناً ہوگا) جیسے کہ تم یہاں موجود بیٹھے ہو ـــ (یعنی معاذ بن جبل)

احادیث میں اکثر جگہ لفظ "فتنہ" سے آپس کی لڑائی اور خانہ جنگی مراد ہوتی ہے اور ملحمہ سے وہ لڑائی مراد ہوتی ہے جو مسلمانوں کی دوسروں سے ہو۔

اس وقت اسرائیل نے بیت المقدس کو دارالخلافہ بنالیا ہے اس لیے اس کی آبادی کا عروج تو شروع ہوگیا ہے۔

احادیث مقدسہ سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ عیسائیوں کا مذہبی یعنی عیسائیت کا مرکز "روم" ہوگا ـــ اور ممکن ہے مادی مرکز بھی اسی کو بنالیا جائے۔

مسلمان اور عیسائی دشمن پر فتح یاب ہونے کے بعد صرف دو آدمیوں کے جھگڑے کی وجہ سے ایک بات کو اپنے وقار کا مسئلہ بنا کر معاہدہ توڑ دیں گے اور عیسائی مسلمانوں سے جنگ کریں گے۔ چنانچہ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے۔ صحابی نے فرمایا:

سمعت رسول الله صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول

میں نے جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپؐ نے

ستصالحون الروم صلحا امنا فتغزون انتم وهم عدوًا من ورائكم فتنصرون و تغنمون وتسلمون ثم ترجعون حتی تنزلوا بمرج ذی تلول فیرفع رجل من اهل النصرانیة الصلیب فیقول غلب الصلیب فیغضب رجل من المسلمین فیدقه فعند ذلك تغدر الروم وتجمع الملحمة

(ابوداؤد باب مایذکر من ملاحم الروم)

ارشاد فرمایا کہ عنقریب (ایسا وقت آئے گا کہ) تم اہل روم سے قابل اطمینان صلح کرو گے۔ پھر تم اور وہ اپنے ایک دشمن سے لڑو گے۔ تمہیں نصرت و غنیمت حاصل ہوگی اور بچ بھی جاؤ گے (سلامت رہو گے) پھر واپسی کے وقت ایک سبزہ زار میں جہاں ٹیلے ہوں گے ٹھہرو گے۔ وہاں نصرانیوں میں سے ایک شخص صلیب بلند کرکے کہے گا کہ صلیب غالب آئی۔ اس پر مسلمانوں میں سے ایک شخص کو غصہ آئے گا وہ صلیب توڑ دے گا۔ اس وقت (صرف دو شخصوں کے جھگڑے پر) اہل روم (عیسائی) معاہدہ توڑ دیں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائینگے۔

اس لڑائی میں عیسائیوں کو کامیابی ہوگی۔ مسلمانوں کا زبردست نقصان ہوگا۔ وہ اپنا ہدف مدینہ منورہ کو بنائینگے۔ کسی لائن سے وہ خیبر تک پہنچ جائیں گے۔ مسلمانوں کا حکمران وفات پا جائے گا۔ اس وقت جو ہوگا وہ اس حدیث میں آتا ہے۔

عن ام سلمة زوج النبی صلی اللہ علیه وسلم عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هاربًا الی مکة فیأتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت اختلاف ہوگا تو ایک شخص (جو خلافت کا اہل ہوگا) مدینہ سے مکہ مکرمہ بھاگ جائے گا۔

وهو كاره فيبايعونه بين الركن والمقام	اس کے پاس اہل مکہ آئیں گے۔ اسے (گھر سے) نکالیں گے۔ وہ اس معاملہ کو پسند نہ کرتا ہوگا (لیکن لوگ) ان سے رکن
ابوداؤد کتاب المھدی	اور مقام کے درمیان بیعت کریں گے۔

اس وقت شام میں جو حاکم ہوگا وہ ان کی مخالفت میں لشکر روانہ کرے گا۔ حسد میں یا عیسائی حکومتوں کے ابھارنے پر جو صورت بھی ہو۔

ويبعث اليه بعث من الشام فيخسف بهم بالبيداء بين مكة والمدينة	شام سے ان کے مقابلہ کے لیے لشکر بھیجا جائے گا۔ اس لشکر کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع بیداء میں دھنسا دیا جائے گا۔

اسی مضمون کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا:

يارسول الله كيف بمن كان كارهًا قال يخسف بهم ولكن يبعث يوم القيامة على نيته	اے اللہ کے رسول اس لشکر والوں کے ساتھ جو لوگ مجبوری (مثلاً جبری بھرتی سے) آ گئے ہوں گے ان کا کیا ہوگا!
ابوداؤد کتاب المھدی	ارشاد فرمایا وہ بھی دھنسا دیئے جائیں

گے لیکن ہر شخص قیامت کے دن اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔
یعنی جو لوگ جبراً ساتھ لیے گئے ہوں گے ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پہلی والی روایت میں ہے کہ:

فاذا رأى الناس ذلك اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيبايعونه	جب لوگ یہ دیکھیں گے تو شام کے ابدال (اولیاء کرام) اور عراق کے (بہترین لوگ) گروہ در گروہ ان کے پاس آئیں گے اور ان سے بیعت ہوں گے۔

ان کی مدد کرنے والے اہل ماوراء النہر بھی ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

ارشاد فرمایا:

یخرج رجل من وراء النھر یقال له الحارث حرّاثٌ علی مقدمة رجل یقال لهٗ منصورٌ یوطیٔ او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وجب علی کل مؤمن نصره او قال اجابته (ابوداؤد کتاب المھدی)	ایک شخص ماوراالنہر سے چلے گا اسے حارث کہا جاتا ہوگا۔ وہ حَرّاث (یعنی کاشت کرنے والا) ہوگا۔ اس کے لشکر کے اگلے حصہ مقدمۃ الجیش پر مامور شخص کو منصور کہا جاتا ہوگا۔ وہ آلِ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے لیے ان کے مضبوطی سے جمنے کے لیے مؤثر طرح کام کریگا۔ جیسے (قبائل قریش نے اسلام قبول کرنے کے بعد) جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے (دین کے) لیے استحکام کا کام کیا۔ ہر ایمان والے شخص پر اس کی مدد واجب ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ماوراالنہر یعنی دریائے سیحون کے پار علاقوں میں اسلام نہایت جوش سے ابھر چکا ہوگا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ حضرت ام سلمہ رضی اللّٰہ عنہا کی روایت میں ہے:

ثم ینشأُ رجل من قریش اَخواله کلب فیبعث الیهم بعثا فیظهرون علیهم وذلكَ بعث کلب والخیبة لمن لم یشهد غنیمة کلب (ابوداؤد کتاب المھدی)	پھر ایک قریشی شخص ابھرے گا (اس کی ننھیال) اس کے ماموں بنو کلب ہوں گے۔ وہ حضرت مہدی کے مقابلہ کے لیے لشکر روانہ کرے گا۔ حضرت مہدی ان پر فتح پائیں گے۔ یہ لشکر (درحقیقت) بنو کلب پر مشتمل ہوگا۔ جو ان کے اموالِ غنیمت نہ حاصل کرے وہ خسارہ میں رہا۔

حضرت امام مہدی علیہ رحمۃ اللّٰہ ورضوانہٗ کے نام کے بارے میں ارشاد ہوا:

یواطیٔ اسمه اسمی واسم ابیه اسمَ ابی (ابوداؤد کتاب المھدی)	ان کا نام میرے نام پر ہوگا اور ان کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔

حضرت مہدی کے ساتھ موعود کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے یعنی جن کے ظہور کی اطلاع دی گئی ہے اور ان کا وجود اس وقت سارے مسلمانوں کی فلاح کا سبب ہوگا۔ اور اس کا احادیث میں وعدہ کیا گیا ہے۔ ان کے بارے میں بہت روایات موجود ہیں حتیٰ کہ روایات میں حضرت مہدی کا حلیہ بھی بتایا گیا ہے۔

اجلی الجبھۃ اقنی الانف — کشادہ پیشانی بلند ناک۔

ایک اور روایت میں نسب بھی بتلایا گیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھکر ارشاد فرمایا:

ان ابنی ھذا سید کما سماہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسیخرج من صلبہ رجل لیسمی باسم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یشبھہ فی الخُلق ولا یشبھہ فی الخَلق۔
(ابوداؤد شریف کتاب المھدی)

میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسے کہ انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (سید) فرمایا ہے اور ان کی نسل میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ تمہارے نبی کا ہم نام ہوگا۔ عادات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوگا شکل و صورت میں نہیں۔

آپ کے متعلق تحریر کردہ رسائل میں یہ بھی ہے کہ آپ لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے از غیب علم عطا ہوا ہوگا جسے "علم لدُنّی" کہا جاتا ہے۔

یعمل فی الناس بسنۃ نبیھم صلی اللہ علیہ وسلم ویلقی الاسلام بجرانہ الی الارض
(ابوداؤد کتاب المھدی)

لوگوں میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کریں گے اور اسلام بڑے سکون کے ساتھ ساری دنیا میں جم جائے گا۔

یہاں تک گذری ہوئی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت جو دور جا رہا ہے اس میں انشاء اللہ مسلمانوں کی بہتری ہوگی۔ اسلام کی طاقت بڑھے گی۔ مسلمانوں کی خرابیوں کا ازالہ ہوتا جائے گا۔ مزید کمزوریاں جہاد کی برکت سے دور ہوتی جائیں گی۔ پورے عالم پر طویل ترین یا سخت ترین جنگ کا دور گذرے گا۔ مسلمان اور عیسائی قریب ہوں گے۔

اور آپس میں جنگی معاہدہ کریں گے۔ پھر وہ شدید ترین جنگ جو کسی تیسرے فریق سے ہوگی اس میں مسلم عیسائی متحدہ قوت کامیاب ہوگی۔ ان اتحادیوں کی کامیابی کے بعد پھر ذرا سی بات پر عیسائی معاہدہ منسوخ کر کے برسرپیکار ہو جائیں گے۔ مسلمان جو غالباً مادی طاقت میں ناکافی حد تک خودکفیل ہوئے ہوں گے شکست کھائیں گے اور بہت سے مسلم علاقے عیسائیوں کے قبضہ میں چلے جائیں گے جن میں ترکی، اردن اور سعودی عرب کا علاقہ صاف سمجھ میں آتا ہے پھر لڑائی کا زور اس علاقہ میں اور شام و فلسطین میں رہے گا۔ ان سب لڑائیوں میں جانی نقصان بے حد ہوگا۔ خدا ہی جان سکتا ہے کہ یہ جنگ کس قسم کی ہوگی کن ہتھیاروں سے لڑی جائے گی۔ ایٹمی ہوگی یا دوسرے ہتھیاروں سے ہوگی۔ اس حصہ تک خوارقِ عادت کا ظہور نہ ہوگا۔ انسان نے اس وقت تک جو مادی ریڈیائی ترقی کی ہے یا کچھ اور کرے گا وہ آخری حد کو پہنچ چکی ہے یا پہنچ جائے گی۔ یہ ترقی بھی خوارق عادت کے مشابہ ہے۔ اس کے بعد ظہور مہدی سے روحانی خوارق کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت مہدی کا ظہور خلیفہ وقت کے انتقال پر ہوگا۔ وہ خود مہدی ہونے کا دعویٰ نہ کریں گے۔ لوگ پہچان کر انہیں خلیفہ بننے پر مجبور کر دیں گے۔ حضرت امام مہدی اسلامی افواج جمع کر کے حملہ آور عیسائیوں پر اپنے علاقے واپس لینے کے لیے جواباً حملہ کریں گے اور فتح کرتے کرتے ترکی تک پہنچیں گے جس وقت استنبول (قسطنطنیہ) فتح کریں گے، اس وقت انہیں ظہورِ دجال کی اطلاع ملے گی۔ اس لڑائی میں مسلمان فاتح ہوں گے لیکن اتنی بڑی تعداد میں شہید بھی ہو جائیں گے کہ فتح کی خاص خوشی نہ ہوا کرے گی۔ سو میں سے ایک آدمی زندہ رہ جائے گا۔ (مسلم ص ۳۹۲ ج ۲) (یعنی کسی کسی خاندان کا یہ حال ہوگا)۔

احادیث مقدسہ سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اسی دوران یہودی بھی مسلمانوں سے لڑیں گے اور ہو سکتا ہے کہ یہ لڑائی حضرت مہدی کے اسی سفر جہاد میں شام سے ترکی جاتے ہوئے موجودہ (امریکہ کی ذیلی ریاست) اسرائیل میں ہو۔ اس کی خبر یوں دی گئی ہے۔

تقاتلکم الیہود فتسلطون علیہم حتّٰی یقول الحجر یامسلم ھذا یھودی ورائی فاقتلہ ۔ مسلم ص ۳۹۶ ج ۲ (کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

موجودہ حالت اور انجام سورۂ بنی اسرائیل کے ابتدائی حصہ میں وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا کے جملہ سے بھی مفہوم ہوتی ہے کہ ان کی بداعمالیاں بڑھیں گی جب وہ انتہا کو پہونچیں گی

تو انتہائی سزا دی جائیگی ۔ مسلم شریف میں اسی صفحہ پہ جو روایات دی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سب یہودی مارے جائیں گے ۔ انہیں پتھر بھی پناہ نہ دیں گے ۔ صرف ایک درخت جسے غرقد کہا جاتا ہے اس کے پیچھے یا اس کی آڑ میں ہوں گے تو وہ انہیں پناہ دے گا ۔ غرقد کو عَوْسَجَہْ بھی کہتے ہیں کانٹوں دار درخت ہے فلسطین کے علاقہ میں ہوتا ہے ۔ چھوٹے کو عوسجہ اور بڑے کو غرقد کہتے ہیں ۔ ان کا مارا جانا اور درختوں اور پتھروں کا مخبری کرنا یہ خوارق عادت کے طور پر ذکر فرمایا گیا ہے ۔ اگرچہ ممکن ہے کہ سائنسی ترقی سے ہو لیکن احادیث کا سیاق و سباق اور انداز بیان خرق عادت پر دلالت کر رہا ہے ۔
واللہ سبحانہ و تعالی اعلم !

حضرت مہدی کے لشکر کا ایک حصہ بھاگ کھڑا ہوگا ۔ ایک حصہ شہید ہو جائے گا ۔ وہ لوگ افضل الشہداء عند اللہ ہوں گے (مسلم ص ۳۹۲ ج ۲) تیسرا حصہ مع جدید رفقاء فتح یاب ہوتا چلا جائے گا ۔ یہ لشکر قسطنطنیہ فتح کرلے گا ۔ ابھی اس معرکہ سے فارغ ہی ہوئے ہوں گے کہ کوئی شیطان یہ خبر پھیلائے گا کہ دجال تم لوگوں کے اہل و عیال میں پہنچ گیا ہے ۔ یہ لوگ واپس روانہ ہوں گے اور شام کے موجودہ دارالخلافہ دمشق پہنچیں گے تو وہاں دجال نہ ہوگا ۔ یہ خبر جھوٹی ہوگی ۔ لیکن وہیں اتنا پتہ چل جائے گا کہ وہ دنیا میں ظاہر ہو چکا ہے ۔ ابھی یہ لوگ اسی مقام پر ہوں گے کہ نزول مسیح علیہ السلام ہو جائے گا ۔

(مسلم ص ۳۹۲ ج ۲)

حضرت مہدی علیہ السلام کا دورِ حکومت بابرکت ہوگا ۔ عدل و انصاف اپنے کمال پر ہوگا ۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ان کا دورِ حکومت سات سال اور بعض روایات کے مطابق نو سال ہوگا ۔ (ابوداؤد کتاب المھدی) ۔ پھر حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور شروع ہوگا ۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر مستقل تصانیف موجود ہیں ۔ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" اسی موضوع پہ تالیف فرمائی ہے ۔ یہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے شائع کی ہے اور میرا مقصد تمام روایات کو جمع کرنا نہیں ہے بلکہ ایک خاکہ پیش کرنا ہے جو احادیث مقدسہ کی روشنی میں سمجھ میں آتا ہے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ظہور یاجوج و ماجوج ہوگا ۔ یہ کثیر التعداد قوم ہوگی ان سے مقابلہ نہیں کیا جاسکے گا ۔ البتہ بچا جاسکے گا کہ انسان محصور ہو جائے ۔ حدیث میں یہی تدبیر بتلائی گئی ہے ۔ (مسلم ص ۴۰۱-۴۰۲ ج ۲)

ان کی تعداد کی کثرت ان احادیث میں آئی ہے جن میں جہنم میں داخل کیئے جانے والے لوگوں کا ذکر ہے کہ مسلمان میں سے ایک اور یاجوج ماجوج ایک ہزار ہوں گے۔

(بخاری باب قصۃ یاجوج وماجوج وقول اللہ عز وجل ولیسئلونک عن ذی القرنین ص ۴۷۲ ج ۱)

ممکن ہے بخاری شریف وغیرہ کی اس روایت میں اسوقت کے مسلمانوں اور یاجوج و ماجوج کا تناسب مراد ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ وہ کافر ہوں گے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ یہ اولاد یافث بن نوح علیہ السلام سے ہیں۔

ان کے بارے میں تو اتنا ہی بتلانا کافی ہے کہ ان کا وجود مسلّم ہے اور جس وقت ان کے فتنہ کا ظہور ہوگا اس وقت ان کے شر سے بچنے کی تدبیر محصور ہو جانے کے سوا کچھ نہیں۔ ان کی حالت کے بارے میں مسلم شریف میں ص ۴۰۱ - ۴۰۲ پر روایات موجود ہیں۔ ان کی ہلاکت حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دعاء سے ہوگی۔ اسی صفحہ پر مسلم شریف میں ہے کہ یہ منکر خدا اس وقت وجودِ باری کا مذاق اڑاتے ہوں گے۔ اور یہ بھی ہے کہ ان کی موت (ظاہری اسباب میں) بہت چھوٹے کیڑوں سے ہوگی یرسل علیہم النغف — ص ۴۰۱ مسلم — نغف ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو اونٹ اور بکری کی ناک میں پیدا ہو جاتا ہے اس قسم کے جراثیم ان پر چھا جائیں گے۔ ان کی گردن میں تکلیف ہوگی اور سب یک لخت مر جائیں گے۔ لیکن دجّال کے بارے میں بہت روایات ہیں اور اس کا ظہور اور سارا زور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہی ہوگا۔ اس لیے آقاءِ نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ارشادات فرمائے ہیں وہ ملحوظ رکھنے چاہئیں تاکہ اس کے شر سے ہر صاحب ایمان بچ سکے۔

دجّال کا ظہور اصفہان سے ہوگا۔ اس کے ساتھ یہودی ہوں گے۔ مسلم شریف میں ہے:

یتبع الدجال من یہود اصبہان سبعون الفا علیہم الطیالسۃ (مسلم ۴۰۵ ج ۲)	دجال کے ساتھ اصبہان کے ستر ہزار (یعنی بہت بڑی تعداد میں) یہودی ساتھ ہوں گے۔ ان کے لباس میں ان کی خاص وضع کی لمبی ٹوپی ہوگی۔

اسے لوگوں پر کسی وجہ سے سخت غصّہ آئے گا۔ اس وقت اس کا ظہور ہوگا:

اِنَّ اوّلَ ما یبعثہٗ علی النّاسِ غَضَبٌ یَغْضِبُہٗ

(مسلم شریف باب ذکر الدجال ص ۳۹۹ ج ۲)